# سیرتِ اقبال کی روشنی میں فلسفہ تربیت، تاریخی تجزیہ

**(Philosophy of Education In The Light Of Iqbal's Biography, A Historical Analysis)**

*Dr. Muhammad Yousaf Awan* [1]
*Naimat Ullah Arshad* [2]
*Muhammad Sham'un Kaliya* [3]

**Abstract:**
Pakistan is the result of the intellectual imagination of Allama Iqbal. The goal of its achievement was the establishment of an Islamic society according to the requirements of the present day in the light of Iqbal's thought. Unfortunately, since the establishment of Pakistan, we have failed to achieve this goal.
We have reached many milestones of material development. In spite of becoming a nuclear power in terms of defense, establishing educational institutions in places, our crime rate is increasing. Anxiety and restlessness are increasing. People are becoming victims of psychological diseases. The main reason for this is the lack of positive training to a large extent. It is important for us to organize the all-round training of the people of the society by making the thoughts of Iqbal as the basis. This paper is a humble attempt to highlight Iqbal's philosophical training.
Keywords: *Biography, Iqbal, education, milestone, training*

اخلاق و کردار کے اعتبار سے افرادِ معاشرہ کو دو طبقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: خوش اخلاق اور بد اخلاق۔ اول الذکر افراد مثبت سوچ کے حامل ہوتے ہیں۔ اُن کی زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا ہوتا ہے۔ وہ نیکی پر کاربند ہوتے ہیں اور معاشرے میں نیکی یا اچھائی کے فروغ کا باعث ہوتے ہیں۔ دنیا میں امن و سکون کے سارے جزیرے انھی کے دم قدم سے آباد ہوتے ہیں۔ ثانی الذّکر افراد منفی سوچ کے حامل ہوتے ہیں۔ اپنی بدکرداری یا منفی سوچ کی وجہ سے بد امنی پھیلاتے ہیں۔ معاشرے میں تباہی و بربادی کی تمام لہروں کے پیچھے انھی کی فکرِ خبیث کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ بد اخلاق افراد کی سوچ خواہشات کے تابع ہوتی ہے۔ خواہش ایک ایسا منہ زور گھوڑا ہے جسے تربیت کی لگام سے ہی قابو کیا جا سکتا ہے۔ خوش اخلاق افراد کی اکثریت اور فعالیت بد اخلاق لوگوں کی عدم فعالیت اور مرعوبیت پر منتج ہوتی ہے۔

[1]. Assistant Professor, Department of Urdu, University of Sialkot, Sialkot
[2]. M.Phil Urdu Scholar, University of Sialkot
[3]. Ph.D Scholar, Department of Urdu, National University of Modern Languages, Islamabad

معاشرے کوپُر امن بنانے کیلئے ضروری ہے کہ تعلیم و تربیت سے فرد کی قوتِ ارادی کو مضبوط بنایا جائے۔ اس کی ایک خاص نہج پر تربیت کی جائے تاکہ وہ خواہشات کی غلامی سے نجات پا سکے۔ یہ مقصد اقبال کے فلسفۂ تربیت پر عمل پیرا ہو کر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بقول اقبالؒ :

؎ تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو

ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے، اسے پھیر[4]

خوب سے خوب تر کی تلاش انسانی فطرت کا خاصا ہے۔ اچھی تربیت وہ جوہر ہے جو مٹی کو سونا اور کوئلے کو ہیرا بنا دیتا ہے۔ اس سے کام کرنے کی صلاحیت میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے، مشکل سہل ہو جاتی ہے، آدمی بے جا مشقت سے بچ جاتا ہے، اچھے عادات واطوار زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں، فرد معاشرے کا بامقصد شہری بن جاتا ہے اور وقت، روپیہ (سرمایہ) اور توانائیوں کا ضیاع رک جاتا ہے۔

تربیت اتنا اہم کام ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے تبلیغی مشن کے ابتدائی چند سال افراد کی تربیت پر صرف کیے جس کے نتیجے میں چار ہزار افراد تیار ہوئے جنھوں نے ایسے پر امن انقلاب کی بنیاد رکھی جس نے سارے عالم کو منور کر کے امن و آشتی کا گہوارہ بنا دیا۔ تربیت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر مظفر حسین ملک لکھتے ہیں:

"افراد کی تربیت سے انسانی سیرت کو کمال نصیب ہوتا ہے اور قوتِ عمل میں اضافہ ہوتا ہے۔"[5] (6)

کامیاب زندگی گزارنا ہم سب کا ایک سہانا خواب ہوتا ہے۔ جب ہم خود سے اپنے خوابوں کی تکمیل نہیں کر پاتے تو ان خوابوں کی تکمیل اپنی اولاد میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے لیے اچھی خوراک، لباس اور رہائش کے ساتھ

ایک اعلیٰ معیار کی مادرِ علمی کا انتخاب کرتے ہیں- پھر بھی ہمارا لختِ جگر بالعموم وہ نہیں بن پاتا جو ہم چاہ رہے ہوتے ہیں۔ اسکی وجہ اچھی تربیت کا فقدان ہے۔ اقبالؒ استفہامیہ انداز میں کہتے ہیں:

؎ کیا غضب ہے کہ اس زمانے میں

ایک بھی صاحبِ سرور نہیں؟[7]

---

4۔ اقبال، کلیاتِ اقبال (اردو)، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۶۳۶

Iqbal, *Kulliyaat-e-Iqbal (Urdu)*, Iqbal Academy Lahore,2006AD, p.636

5۔ مظفر حسین ملک، ڈاکٹر، مقارمِ اخلاق اور اقبال (مشمولہ)، اقبال ۸۴، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۳۹۴

Muzaffar H. Malik, Dr., *Makaram-e-Akhlaaq aur Iqbal*, Iqbal Academy Lahore,1986AD, p.394

عملی تربیت کے بارے میں اقبالؒ کی رائے ہے کہ:

"اگر تعلیم عملی اصولوں پر مبنی ہو تو تھوڑے ہی عرصہ میں تمام تمدنی شکایات کافور ہو جائیں۔"[8]

تربیت کے بغیر کوئی شعبہ حیات کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا مثلاً سپاہ اپنے سپاہیوں کو تربیت دیتی ہے۔ دشمن سے نبرد آزما ہونے کا ڈھنگ سکھاتی ہے۔ مقام تعجب ہے کہ زندگی گزارنے کے فن یا تربیت حیات کا ہمارے ہاں کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔ تعلیمِ بالغاں کے پروگرام تو شروع کیے گئے لیکن تربیت بالغاں کے لیے عملی اقدامات کو نظر انداز کر دیا گیا۔ مسجد و منبر سے عبادات کی پابندی کی تو تلقین کی جاتی ہے لیکن حقوق العباد کی ادائیگی کے لیے ذہن سازی اور عملی تربیت کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ تحسینِ چمن کیلئے باغبانِ چمن کا تربیت یافتہ (ماہر و حاذق) ہونا بہت ضروری ہے کہ فرد کی اسی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اقبال لکھتے ہیں:

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا۔[9]

انسانی افعال تین مراحل میں مکمل ہوتے ہیں۔ پہلا مرحلہ علم یا آگاہی کا ہے۔ فرد کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس نے عظیم تر مقاصد کے حصول کیلئے زندگی گزارنی ہے۔ دوسرا مرحلہ تربیت یا مشق (تمرین و تدریب) کا ہے۔ اچھے اور بامقصد اعمال کی مشق کرانا بہت ضروری ہے۔ فرد کو تربیتی عمل میں اس قدر مشق سے گزارا جائے کہ مقصود اعمال اس کی سرشت کا حصّہ بن جائیں۔ تیسرا مرحلہ عمل کا ہے اگر فرد کو پہلے دو مراحل سے کامیابی سے گزارا جائے تو آخری مرحلہ جس میں نتائج حاصل ہوتے ہیں خود بخود طے ہوتا رہتا ہے۔ یہ وہ اہم مرحلہ ہے جس کے بارے میں اقبال کی رائے ہے:

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں[10]

---

7۔ اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص ۳۷۶

Iqbal, *Kulliyaat-e-Iqbal (Urdu)*, p.376

8۔ عبدالواحد معینی، سید، مقالاتِ اقبال، آئینہ ادب لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۳۳

Abdul Wahid Mueeni, aqalaat-e-Iqbal, Aainoh Adab Lahore, 1988AD, p.33

9۔ اقبال، کلیاتِ اقبال (اردو)، ص ۷۱۳

Iqbal, *Kulliyaat-e-Iqbal (Urdu)*, p.713

ہم تعلیم یافتہ افراد سے بالعموم اچھے افعال کی توقع رکھتے ہیں۔ان سے بعض اوقات ہمیں بہت زیادہ مایوسی بھی ہوتی ہے۔ اس کی بڑی وجہ معاشرے نے ان کی اچھی تربیت نہیں کی ہوتی۔ اقبالؒ کے نزدیک ہمارے ہاں جو ادارے تربیتی فرائض سرانجام دے رہے ہیں ان کی تربیت کا معیار عمومی اور سطحی نوعیت کا ہونے کی بنا پر ناقص ہے لہٰذا مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہو رہے۔ آپ کے نزدیک خصوصی تربیت سے "جوہر قابل" تخلیق پاتے ہیں۔علامہ، حق تعالیٰ کی طرف سے لکھتے ہیں:

ے تربیت عام تو ہے جوہرِ قابل ہی نہیں

جس سے تعمیر ہو آدم کی، یہ وہ گِل ہی نہیں [11]

تربیت یافتہ افراد یعنی "جوہر قابل" کو قدرت اپنی نوازشات سے نوازتی ہے۔ آپ منشائے ربانی کو درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

ے کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں

ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں [12]

اچھی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ تربیتی اداروں کے ماحول پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ زیرِ تربیت افراد بری عادات کا شکار نہ ہو جائیں۔مثلاً اگر کوئی فرد سگریٹ نوشی کا عادی ہو جائے گا تو یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ خرابی صحت کا باعث ہے۔ اس کے لیے اس سے چھٹکارا پانا محال ہو جائے گا۔جب معاشرہ مجموعی اعتبار سے بری عادات واطوار کو اپنا لیتا ہے تو پھر اچھائی کی طرف لوٹنا بقول اقبال:

ے آئینِ نو سے ڈرنا، طرزِ کہن پہ اڑنا

منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں [13]

---

[10]۔ اقبال، کلیاتِ اقبال (اردو)، ص ۳۰۲

Iqbal, *Kulliyaat-e-Iqbal (Urdu)*, p.302

[11]۔ ایضاً، ص ۲۲۸

ibid, p.228

[12]۔ ایضاً۔

ibid

[13]۔ ایضاً، ص ۳۰۲

ibid, p.302

کا مصداق بن جاتا ہے۔

تربیت گاہوں میں روز مرہ زندگی سے متعلق قواعد و ضوابط اور فنی مہارت کا بھی اہتمام کیا جائے۔ مثلاً غیر تربیت یافتہ ڈرائیور کئی قسم کی بے قاعدگیاں اور بے ضابطگیاں کرتے ہیں جن کے باعث بعض اوقات خوفناک قسم کے حادثات بھی وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ جن کے باعث بعض اوقات خوفناک قسم کے حادثات بھی وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ فن (آرٹ) کی اہمیت کو اقبال نے درج ذیل الفاظ میں اجاگر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"آرٹ زندگی کا مظہر ہی نہیں زندگی کا آلہ کار بھی ہے۔"[14]

تربیت کے جسمانی پہلو کو بھی مد نظر رکھنا ہو گا کیونکہ صحت مند جسم، صحت مند ذہن کا ضامن ہوتا ہے۔ زیرِ تربیت افراد کو حفظانِ صحت کے اصولوں کی بارے میں آگاہ کیا جائے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی مشق اس قدر کروائی جائے کہ وہ ان کی عادتِ ثانیہ بن جائے۔ اقبالؒ نے اس پر کیا خوب تبصرہ کیا ہے:

"قوی انسان ماحول تخلیق کرتا ہے۔ کمزوروں کو ماحول کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنا پڑتا ہے۔"[15]

زیرِ تربیت افراد کے لیے کلامِ اقبال کی روشنی میں فکری تربیت کا اہتمام کرنا بھی بہت ضروری ہے تاکہ ان افراد کو عمومی زندگی سے متعلق مختلف تصورات کے حقیقی مفہوم سے آگاہ کیا جا سکے۔ مثلاً 'تقدیر' کا غلط مفہوم عوام الناس کے ذہنوں میں راسخ ہو گیا ہے۔ جس کے باعث وہ عمل سے جی چرانے لگے ہیں۔ اقبال اس کا مفہوم واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

؎ خبر نہیں کیا ہے نام اس کا، خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ [16]

---

[14]۔ بشیر احمد ڈار (مرتب)، انوار اقبال، اقبال اکادمی لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۳۵

Iqbal, Muhammad, Sir, *Anwaar-r-Iqbal*, (Compiled by Bashir Ahmad Dar), Iqbal Academy Lahore, 1977AD, p35

[15]۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر / ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، (مرتب) شذراتِ فکرِ اقبال، مجلسِ ترقی ادب لاہور، ۱۹۸۳ء، ص ۱۳۳

Javed Iqbal, Dr./Dr. Iftikhar Ahmad Siddiqui, *Shazraat-e-Iqbal*, Majlis Taraqqi Adab Lahore, 1983AD, p.133

[16]۔ اقبال، کلیاتِ اقبال (اردو)، ص ۷۴۹

Iqbal, *Kulliyaat-e-Iqbal (Urdu)*, p.749

افرادِ قوم کی تربیت اس انداز سے کی جائے کہ وہ بصارت اور بصیرت دونوں کے حامل ہو جائیں۔ فکر کا تعلق دل و دماغ (عقل) سے ہو۔ ان کا ماخذ خدا اور رسول کا فرمان ہو تو فرد بصارت کے ساتھ ساتھ بصیرت سے دیکھنے کا بھی عادی ہو جاتا ہے۔ اس پر زندگی کے مثبت پہلو روشن ہو جاتے ہیں۔ اقبال اس پہلو کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

؎ خرد دیکھے اگر دل کی نگاہ سے

جہاں روشن ہے نورِ 'لا اِلہ' سے [17]

سب سے بڑھ کر یہ کہ زیرِ تربیت افراد کو درسِ خودی دیا جائے۔ اِن تربیت گاہوں میں اطاعت، ضبطِ نفس اور نیابت الٰہی کے مدارج طے کرائے جائیں۔ یہ کام پہلے وقتوں میں کسی حد تک خانقاہوں میں ہوتا تھا لیکن وہاں بھی بسا اوقات روحانیت پر رہبانیت کا غلبہ ہو جاتا تھا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کمزوری کو دور کر کے اقبال کے اس پیغام کو عام کیا جائے کہ:

خودی کے ساز میں ہے عمرِ جاوداں کا سراغ

خودی کے سوز سے روشن ہیں امتوں کے چراغ [18]

وقت نے ثابت کیا ہے کہ مروجہ نظامِ تعلیم و تربیت مطلوبہ مقاصد کے حصول میں ناکام ہو چکا ہے۔ خود اقبال بھی اس طریقِ تدریس سے نالاں تھے۔ انہیں استاد، نصاب اور منتظم تینوں سے گلہ ہے۔ اساتذہ سے انہیں شکایت ہے کہ وہ اپنے طلبہ کی تربیت کا حق ادا نہیں کر رہے۔ ان میں خودی کی صفات پیدا کرنے کی بجائے انھیں کھلنڈرے بنا رہے ہیں۔ آپ کے الفاظ میں:

؎ شکایت ہے مجھے یارب! خداوندانِ مکتب سے

سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا [19]

---

[17]۔ اقبال، کلیاتِ اقبال (اردو)، ص ۷۳۵

Iqbal, *Kulliyaat-e-Iqbal (Urdu)*, p.735

[18]۔ ایضاً، ص ۴۴۳

ibid, p.443

[19]۔ ایضاً، ص ۳۷۸

ibid, p.378

نصاب تعلیم کے بارے میں ان کے خدشات ہیں کہ اس کے باعث افرادِ قوم میں روشن خیالی کی بجائے الحادی (دہریت) افکار فروغ پا رہے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ:

ؔہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم

کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ[20]

تربیت کے سلسلہ میں کوتاہی برتنے اور فرض منصبی ادا نہ کرنے کی سب سے بڑی شکایت انھیں منتظمین ادارہ جات سے ہے کیونکہ استاد اور نصاب ہر دو اِن کے تابع اثر ہوتے ہیں۔ ان کا غیر ذمہ دارانہ طرز عمل قومی و ملی نقصان کا باعث بن رہا ہے۔ جس کا اظہار آپ درج ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

ؔگلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا

کہاں سے آئے صدا لَااِلٰہ اِلا اللہ[21]

اگر ہم اپنے نظام تعلیم و تربیت میں بہتری لانا چاہتے ہیں تو مذکورہ بالا تینوں محرکات کی موجودہ ترجیحات کو بدل کر انہیں فعال بنانا ہوگا۔

۱۔ اساتذہ کے انتخاب کا طریق کار بدلنا ہوگا۔ ان کی تعلیمی اہلیت و تخصص کے ساتھ ساتھ ان کی فلاحی خدمات کو پیشِ نظر رکھنا ہوگا۔

۲۔ نصاب سازی میں حیات انسانی کے روزمرہ امور سے متعلق معلومات و تجربات کو بھی شامل کرنا ہوگا۔

۳۔ سرکاری تعلیمی و تربیتی اداروں میں منتظمین ادارہ کا تقرر سنیارٹی کی بجائے انتظامی صلاحیت کی بنیاد پر کرنا ہوگا۔ نجی اداروں میں منتظمین کا تقرر تعلیمی اہلیت، انتظامی فہم و فراست اور جذبہ خدمتِ خلق کو مد نظر رکھ کر کرنا ہوگا۔

۴۔ مذہبی اداروں کے تنظیمی ڈھانچے کو مناسب تبدیلیوں کے ساتھ قومی دھارے میں شامل کرنا ہوگا۔

مختصر یہ کہ تعلیم کا تعلق نصاب سے ہے جب کہ تربیت کا تعلق اس کی عملی مشق سے ہے۔ دورِ حاضر میں تعلیم عام ہے، عمل مفقود ہے، زبان عالم ہے اور دل جاہل ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ دانش گاہیں تو عام ہیں لیکن تربیت

---

[20]۔ اقبال، کلیاتِ اقبال (اردو)، ص ۳۳۸

Iqbal, *Kulliyaat-e-Iqbal (Urdu)*, p.338

[21]۔ ایضاً، ص ۳۷۷

ibid, p.377

گاہیں نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیمی اداروں کو دانش گاہوں سے زیادہ تربیت گاہوں میں بدل دیا جائے تاکہ تعلیمی ادارے محض دانش گاہیں ناہوں بلکہ تربیت گاہوں کا فریضہ بھی سرانجام دیں۔

اگر اقبال کے فلسفہ تربیت کی روشنی میں مذکورہ بالا تجاویز پر عمل درآمد کیا جائے تو اس طرح تربیت یافتہ فرد کی جو شخصیت تشکیل پائے گی اسے ہم اقبال کے "جوانِ کامل" سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ جس کے بارے میں اقبال کا کہنا ہے:

اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب، اس کی نگہ دل نواز
نرم دم گفتگو، نرم دم جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز[22]

[22]۔ اقبال، کلیاتِ اقبال (اردو)، ص ۴۲۴۔

Iqbal, *Kulliyaat-e-Iqbal (Urdu)*, p.424